بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



جہاد کے یہودی (ظواہری کی القاعدہ)

الحمد لله الكبير المتعال، والصلاة و السلام علىٰ الضحوك القتّال، وعلىٰ أهل بيته الطيبين الأطهار، وبعد:

دیگر ناظرین کی طرح میں نے بھی نامعلوم ادارے کی شائع کردہ اس ویڈیو کو دیکھا ہے جو کہ ایک دم سے منظر عام پر آگئی ہے۔اس ویڈیو میں خلافت پر طعن و تشنیع کرنے کی کوشش میں ایک منحوس چہرے والے شخص کو دکھایا گیا ہے، جس کے بارے میں ادارے کا دعویٰ ہے کہ وہ دولت اسلامیہ کی یمن میں موجود ولایات کے سپاہیوں میں سے ایک سپاہی رہ چکا ہے۔اس نے میرے سامنے ادارہ "البصیرہ" کی نشر کردہ ان گواہیوں کا منظر تازہ کر دیا ہے، کہ جو اعلان خلافت کی صورت میں سو سال بعد ہونے والی تجدید دین کو ایک دن بھی مؤخر نہیں کر سکیں۔ لگتا ہے کہ حضرمی نیشنل کونسل کے اراکین بھی ہو بہو ریاض کانفرس کے اراکین کے طور طریقوں پر چلتے ہیں۔ بلکہ ان کے اس رویے میں مغضوب علیہم اور ملعون یہودیوں کے مذہبی رہنما ہی انکے پیشوا اور اسلاف ہیں۔

اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ نے یہودیوں کی ناکام ونامراد چالوں کی حقیقت کو عیاں کرتے ہوئے فرمایا ہے:

وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمِنُوا بِالَّذِي أُنْزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوا آخِرَهُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ(آل عمران: ۷۲)

"اور اہلِ کتاب ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ جو (کتاب) مومنوں پر نازل ہوئی ہے اس پر دن کے شروع میں تو ایمان لے آیا کرو اور اس کے آخر میں انکار کر دیا کرو تاکہ وہ (اسلام سے) برگشتہ ہو جائیں"۔

السدی (رحمہ اللہ) کا قول ہے:

"عرب بستیوں کے کل بارہ رِبّی (یہودیوں کے مذہبی رہنما) تھے۔ ان میں سے بعض نے بعض سے کہا:

دن کے آغاز میں محمد (صلیٰ اللہ علیہ وسلم) کے دین میں داخل ہو جاؤ اور یوں کہو، کہ:

ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمد (صلیٰ اللہ علیہ وسلم) سچے ہیں اور وہ حق پر ہیں۔

پھر جب دن ڈھل جائے تو دین محمد (صلیٰ اللہ علیہ وسلم) کو جھٹلا دو اور کہو، کہ:

ہم اپنے علماء اور رِبّیوں کے پاس گئے اور ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: "محمد (صلیٰ اللہ علیہ وسلم) جھوٹے ہیں (نعوذ باللہ) اور تم (عقیدے کے لحاظ سے اس وقت) بالکل بے بنیاد ہو"۔ پس ہم اپنے سابقہ دین کی جانب واپس لوٹ گئے ہیں، کیونکہ یہ ہمیں تمہارے دین سے زیادہ بہتر محسوس ہوا ہے۔

ممکن ہے کہ اس طرح مسلمان اپنے دین کے بارے شک میں مبتلا ہو جائیں، اور کہیں "یہ لوگ صبح کو تو ہمارے ساتھ تھے، اب انہیں کیا ہوا ہے (کہ اپنے سابقہ دین کی طرف واپس لوٹ گئے ہیں)؟

پس رب تعالیٰ نے اپنے رسول (صلیٰ اللہ علیہ وسلم) کو اس بارے میں آگاہ فرما دیا۔ (تفسیر الطبری)"۔

اور عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم العمری (رحمہ اللہ) کا قول ہے، کہ رسول اللہ (صلیٰ اللہ علیہ وسلم) نے جب یہ حکم صادر فرمایا، کہ: "مدینے کی بستی میں صرف مومن ہی داخل ہوں"۔ تو یہودیوں کے سرداروں نے کہا: "(مسلمانوں کے پاس) جاؤ اور ان سے کہو کہ ہم ایمان لے آئے۔ پھر جب واپس لوٹ کر آؤ تو دوبارہ سے جھٹلا دیا کرنا۔ پس وہ صبح سویرے مدینہ کو جاتے اور عصر کے وقت اپنے سرداروں کے پاس واپس لوٹ آتے۔ اور جب وہ مدینہ میں داخل ہوتے تو کہتے کہ ہم مسلمان ہیں، تاکہ رسول اللہ (صلیٰ اللہ علیہ وسلم) کے اور آپ (صلیٰ اللہ علیہ وسلم) کی

سر گرمیوں کے بارے میں خبریں معلوم کر سکیں۔ مومنین یہ گمان کرتے کہ یہ لوگ بھی مومن ہیں۔ جب مومنین ان سے کہتے، کہ کیا تورات میں فلاں فلاں باتیں نہیں کہیں گئیں؟ تو وہ جواب دیتے، کہ ہاں! بے شک یہ باتیں کہی گئی ہیں۔ پھر جب وہ یہودی واپس لوٹ کر (اپنے سرداروں کے پاس) جاتے تو کہتے:

أَتُحَدِّثُونَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ (البقرہ: ۷۶) ''جو بات اللہ نے تم پر ظاہر فرمائی ہے، وہ تم ان کو بتائے دیتے ہو''

(تفسیر الطبری)

ہاں! یہودیوں کے اہل حل و عقد مدینہ کے قریب جمع ہوئے اور ان میں سے بعض نے بعض سے کہا: دن کے آغاز میں ایمان والے بن کر یثرب میں داخل ہو جاؤ؛ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے طریقے پر نماز پڑھو، انکے صحابہ کے ساتھ مل بیٹھ کر گفتگو کرو اور اپنے علم کے مطابق انکی باتوں کا جواب دو؛ اور اس دوران محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اور ان کی سر گرمیوں کے بارے میں خبریں معلوم کرو۔ پھر ہمارے پاس واپس آؤ اور اس سب کے بارے میں ہمیں بتاؤ۔ پھر انکے صحابہ سے کہو، کہ ''ہم نے دیکھا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کتاب کی مخالفت کرتے ہیں، اسلئے ہم انکے دین سے پھر گئے ہیں''۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور انکے دین پر طعن و تشنیع کرو، کہ شاید اس سے مسلمانوں میں سے بعض افراد دوبارہ اپنے آباء واجداد کے طریقے پر شرک کرنے لگیں، اور پھر ہم کافروں کے خلاف اللہ سے فتح کی دعا مانگیں جس طرح ہم پہلے مانگا کرتے تھے''۔

اور 'یہود کے حکماء' کا طریقہ واردات قدرے مختلف ہوتا ہے، جیسا کہ شعبی کا قول ہے، کہ ''میں تمہیں گمراہ کن خواہشات نفس سے خبر دار کرتا ہوں، اور اس میں بھی سب سے برا حال رافضیوں کا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہودی اسلام کا روپ دھار کر ان میں گھسے ہوئے ہیں، تاکہ انکی گمراہی کا وجود برقرار رہ سکے۔ وہ اسلام سے رغبت، یا اللہ تعالیٰ کے خوف سے اسلام میں داخل نہیں ہوئے، بلکہ انکے دخول اسلام کا محرک انکا اہل اسلام کیلئے بغض و عناد ہے۔ عبد اللہ بن سبا (صنعاء کے یہودیوں میں سے ایک یہودی) بھی ایسے ہی اشخاص میں سے ایک ہے۔ (اسے الخلال، اللالکائی اور دیگر کئی راویوں نے روایت کیا ہے)۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ (رحمہ اللہ) کا قول ہے: ''عبد اللہ بن سبا نامی زندیق و منافق وہ پہلا شخص ہے جس نے رافضیت کو ایجاد کیا؛ اور ایسا کرنے میں اسکا مقصد مسلمانوں کے دین و ایمان کو تباہ کرنا تھا، بالکل اسی طرح، جسطرح عیسائیوں کے ہاں موجود خطوط کے کاتب بولس نے کیا تھا۔ اس نے عیسائیوں میں بدعتوں کو داخل کر کے انکے دین کو تباہ و برباد کر دیا۔ حقیقت میں وہ ایک یہودی تھا، اور اس نے منافقانہ روش اختیار کرتے ہوئے عیسائیت کو تباہ کرنے کی غرض سے عیسائی مذہب کا لبادہ اوڑھا تھا۔ یہی معاملہ اس یہودی عبد اللہ بن سبا کا بھی تھا، کہ جس نے دین و ملت کو تباہ

کرنے کی غرض سے فتنہ برپا کرنے کی کوشش کی۔ اگرچہ وہ اپنے بنیادی مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا، لیکن اس کے پھیلائے ہوئے فتنے نے مومنین کے درمیان وہ پھوٹ ڈالی اور ایسا فساد برپا کیا، کہ جس کے نتیجے میں عثمان (رضی اللہ عنہ) قتل ہوئے، اور وہ تباہی و بربادی مچی، کہ جو سب جانتے ہیں'' (مجموع الفتاویٰ)۔ اور انہی کا قول ہے، کہ ''اس (عبداللہ بن سبا) نے پہلے خود کو پرہیزگار ظاہر کیا، پھر نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے والا ظاہر کیا، اور اسکے بعد عثمان (رضی اللہ عنہ) کے قتل کا فتنہ برپا کرنے کی کوشش میں لگ گیا۔ پھر جب کوفہ گیا تو علی (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں غلو ظاہر کرنے لگا اور انکی خلافت بلافصل کا باطل عقیدہ بیان کرنے لگا، تاکہ اپنے اہداف واغرض کو پا سکے'' (منہاج السنہ)۔

ہاں! یہی حقیقت ہے۔ ابن سبا اور اسکے ساتھی، جو کہ یمن میں 'یہود کے حکماء' تھے، وہ اسلام میں ''داخل ہوئے'' تاکہ دین اسلام کے نور کو بجھانے اور اسکے شعائر کو معطل کرنے کی کوشش کریں۔ انکا گمان تھا کہ اگر انہوں نے مسلمانوں کو ملت ابراہیم سے منحرف کر دیا، تو اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کے یہودیوں کی انکے بنی اسماعیل اور دیگر اقوام میں موجود دشمنوں کے خلاف نصرت کرے گا۔ لیکن جب انکا پیچ منصوبہ کمزور پڑنے لگا، تو انہوں نے مسلمانوں میں فتنوں کی آگ سلگا دی، جو اس قدر بھڑکی کہ معاملہ ذوالنورین عثمان بن عفان اور ابوالحسن علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہم) کے قتل تک جا پہنچا۔

فی الحقیقت 'جہاد کے یہودی' یعنی ظواہری کی القاعدہ بھی اسی سیاست پر چل رہے ہیں۔۔۔ کیونکہ وہ چاہتے ہیں کہ خلافت کی راسخ عمارت میں نقب لگا کر اسکے منہج کو اندر ہی اندر سے بدل دیں؛ لیکن وہ باذن اللہ ایسا کبھی نہیں کر سکیں گے۔ یہ خلافت باذن اللہ باقی اور نبوی منہج پر قائم رہے گی، چاہے ان کو کتنا ہی ناگوار گزرے۔ اپنی بیعت سے پھر جانے کے بعد اب وہ خلافت کی صفوں میں بھی جیسے چاہیں فتنے پھیلانے کی کوششیں کرتے پھریں؛ اس سب سے بہر حال وہی لوگ صفوف خلافت سے نکل کر انکے ساتھ شامل ہوں گے، کہ جن کے دلوں میں مرض ہے۔ اللہ تعالیٰ خلافت کی صفوں کو منافقوں، افواہیں پھیلانے والوں، اور انکے پیروکاروں سے پاک فرمائے، آمین!

پہلے پہل انکا منصوبہ یہ تھا کہ تنظیم کی تمام شاخیں خلیفہ کی بیعت کریں، تاکہ غلو والی پارٹی کے خلاف اعتدال والی پارٹی کی، یا انکی تعبیر کے مطابق ''عدنانی کی پارٹی'' کے خلاف ''بغدادی کی پارٹی'' کی مدد کریں۔ انکے گمان میں خلافت بھی المقدسی، الفلسطینی اور السباعی اور انکی مانند دیگر گمراہ کن علماء کی پارٹیوں کی مانند ہے، کہ جن کی گمراہی کی سمتیں بھی مختلف ہیں؛ اور جو ٹویٹر پر تو آپس میں انس و محبت کے پیغامات کا تبادلہ کرتے ہیں، لیکن خفیہ مراسلات میں ایک دوسرے کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہیں۔ خلافت تو فی الحقیقت نبوی منہج پر ہجرت و جہاد اور سمع و طاعت کرتے ہوئے جماعت کے ساتھ جڑے رہنے سے عبارت ہے۔ اس میں منہج واعتقاد کے اعتبار سے اولوالامر افراد کے دل ایک شخص (یعنی خلیفہ)

کے دل پر جمع و متفق ہوتے ہیں، اور اسکے سپاہی ایک جسم کی مانند ہیں، کہ جو ایک دوسرے کو مضبوط و مربوط کرتے ہیں۔ لیکن لگتا ہے کہ ان 'عبرانی' کاہنوں نے 'جہاد کے یہودیوں' پر جادو سا کر دیا ہے، جس کے اثر سے وہ ان کاہنوں کی اڑائی ہوئی افواہوں کو مذید پھیلانے اور انکے دجل و فریب کی تصدیق کرنے لگے ہیں۔

مغرب اسلامی کی القاعدہ کے خطوط میں سے مجھ تک پہنچنے والا ایک خط، جو رمضان ۱۴۳۵ھ میں لکھا گیا، اس میں شمالی افریقہ کے 'یہودِ جہاد کے حکیم' (ابو عیاض تیونسی) نے خراسان کے 'یہودِ جہاد کے حکیم' (الظواہری) سے یہ کہا تھا، کہ:

"سرزمین شام پر فتنوں کی گھٹائیں چھانے کے بعد سے معاملات جس طرح تلپٹ ہیں، یہ صورت حال آپ سے مخفی نہیں؛ اور حتیٰ کہ نوبت خلافت کے اعلان تک جا پہنچی۔ لیکن میں فی الحال اس معاملے کو، یا بالفاظ دیگر اس خطرناک آفت کو زیر بحث نہیں لانا چاہتا، کہ جو اس امت پر کئی اطراف سے آن پڑی ہے، اور یہ کہ بہت سے بھائی ان اطراف کی طرف پہلے ہی توجہ دلا چکے ہیں۔ اس کی بجائے میں اس آفت سے نمٹنے کے ممکنہ طریقوں پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ اور ہم مانیں یا نہ مانیں، یہ آفت ایسی تلخ حقیقت بن چکی ہے، کہ جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا؛ اور اس نے ایسے طوفان کی شکل اختیار کر لی ہے، کہ جس نے شرق و غرب اور شمال و جنوب میں موجود میادین جہاد کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے"۔ پھر آگے اس نے کہا: "جہادی حلقوں سے وابستہ نوجوانوں اور ان سے ہمدردی رکھنے والوں میں جہالت کی حکومت بتدریج مضبوط ہو رہی ہے، اور ان میں جذباتی پن غالب آتا جا رہا ہے۔ ان حالات کے پیش نظر میں یہ سمجھتا ہوں کہ جہادی حلقوں کے قائدین اور شیوخ پر، اور ان میں سے بھی شیخ ایمن پر بدرجہ اولیٰ لازم ہے کہ وہ اس اعلان (خلافت) کے نقصانات کو فوائد میں بدلنے کیلئے جدوجہد کریں۔

پھر کہا: "عزیزم! دور حاضر میں صرف آپ ہی حالات کے اس عدم توازن کو داخلی اور خارجی طور پر درست کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں؛ داخلی طور پر، یعنی جہادی حلقوں میں موجود تنازعات کو دور کر کے؛ اور خارجی طور پر، یعنی مسلمانوں اور کفار، سب کی نظر میں جہادی قیادت کو دوبارہ سے حاصل کر کے۔ اور میرا آپ کیلئے یہی مشورہ ہے کہ آپ جلد از جلد بغدادی کی بیعت کا راستہ اپناتے ہوئے اس معاملے میں مداخلت کا آغاز کر دیں۔

پھر یہ نصیحت کی کہ اس بیعت کی نیت "(عالمی جہاد کی) سمت کی درستگی اور تیزی سے پھیلتے ہوئے فساد کی اصلاح" رکھی جائے۔ پھر کہا: "اب ہمارے پاس بس ایک ہی راستہ بچا ہے، کہ (اس فساد کی اسکے) اندر داخل ہو کر اصلاح کی جائے"۔

پھر اس نے اپنے تئیں یہ گمان کیا کہ ظواہری کے دولت اسلامیہ میں داخل ہونے میں ہدف یہ ہے ''تاکہ دولت اسلامیہ میں موجود غلو کے شکار عناصر کی لگامیں کھینچی جائیں اور اہل خیر کو تقویت دی جائے۔آپ کا دولت اسلامیہ میں داخلہ ہی وہ واحد طریقہ ہے، جس سے عدنانی کا سر نیچا کیا جا سکتا ہے؛ وہ عدنانی، کہ جس کے گرد اہل غلو اکٹھے ہو گئے ہیں، اور وہ ان سے آگے نکلنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ شیخ آپ کی اس معاملے میں مداخلت سے میادین جہاد میں برپا اس فتنے کا قلع قمع ہو جائے گا، بلکہ اس سے منہج جہاد کو قوت بھی ملے گی اور مجاہدین کے مابین الفت بھی بڑھے گی۔اور یہاں میں خصوصیت کے ساتھ یہ کہنا چاہوں گا کہ آپ کے دولت اسلامیہ میں دخول سے لوگوں پر دوسروں کو بے دریغ کافر اور بدعتی قرار دینے کا جو بخار چڑھا ہوا ہے، وہ بھی اتر جائے گا اور نوجوان واپس اس نہج پر آجائیں گے جس پر انکا ہونا امت کے مفاد میں ہے''۔

پھر اس نے ظواہری سے کہا: ''شیخ آپ کا دولت اسلامیہ میں دخول مغرب الاسلام میں مجاہدین کی صفوں کو وحدت بخشے گا، جن میں سے اکثر نوجوان دولت اسلامیہ کی جانب مائل ہو چکے ہیں۔آپ کے ایسا کرنے سے اس علاقے کے نوجوان، جنہیں عالمی جہاد کیلئے بیش قیمت ذخیرے کی مانند سمجھا جاتا ہے، وہ شیخ عبدالودود کی قیادت کے گرد اکٹھے ہو جائیں گے''۔ پھر کہا: ''شیخ آپ کے دخول کی بدولت جب مجاہدین یمن میں شیخ ناصر الوحیشی کی قیادت تلے جمع ہوں گے، تو اس سے مجاہدین کی وحدت کا بے مثال نمونہ وجود میں آئے گا۔۔۔اور اسی طرح دیگر میادین جہاد میں بھی باذن اللہ ایسا ہی ہو گا، اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ان میادین میں موجود قائدین عدل اور سنت پر مبنی، اور فکری و عملی لحاظ سے غلو سے پاک منہج پر کاربند ہونے کے حوالے سے معروف ہیں۔

پھر اس نے اپنے تئیں یہ دعویٰ کیا کہ اس نے مکر و فریب پر مبنی یہ تجویز اس لئے دی ہے ''تاکہ اس منہج کی تاریخ سے وفاداری نبھانے کی خاطر جہل اور غلو کے شکار لوگوں کو اس سے کھیلنے سے روکا جا سکے، اور اس ایمان کے ساتھ کہ اس وقت فتنے کا جو طوفان برپا ہے، اس معاملے میں مداخلت سے اس طوفان کو روکا، یا کم از کم اسکی شدت کو گھٹایا جا سکتا ہے۔اور یہ اس لئے بھی کہ معصوم جانوں کی ناحق خونریزی کو اور عزتوں کی پامالی کو روکا جائے۔

پھر ذیلی تفصیلات میں لکھا: ''محترم شیخ! میں نے مغرب الاسلام میں موجود برادر قائدین سے اس بارے میں مشورہ کیا ہے''، اور اس نے ''لیبیا میں انصار الشریعۃ کے امیر شیخ محمد الزھاوی اور وہاں کے عسکری مسؤل سے بھی مشورہ کیا ہے، اور انہوں نے اس تجویز کو خوش آئند قرار دیا ہے''۔

پھر خط کے اختتام میں یہ لکھ کر دستخط کیے '' تیونس میں انصار الشریعۃ کا امیر اور مغرب الاسلام میں تنظیم القاعدہ کی شریعہ کمیٹی کا رکن'' اور یہ بھی لکھا کہ ''اس خط کی ایک نقل شیخ ابو محمد (المقدسی) حفظہ اللہ کو، اور انکی جانب سے شیخ ابو قتادہ (الفلسطینی) ثبتہ اللہ کو بھیجی گئی ہے اور ان سے

درخواست کی گئی ہے کہ وہ اس معاملے میں اپنا کردار ادا کریں، بلکہ دیگر مصلحین کی سرپرستی کریں۔۔۔اور اس خط کی نقول یمن میں شیخ ناصر الوحیشی کو اور القرن الافریقی میں شیخ ابوالزبیر کو بھی بھیجی گئی ہیں''۔اور اس خط کی نقل اس نے مالی میں موجود اپنے پیروکاروں کو بھی بھیجی۔

اور مغرب الاسلام میں اسکے بعض ساتھی 'جہاد کے یہودیوں' کی جانب سے ظواہری کو بھیجے گئے خط میں کہا گیا ہے: ''شیخ ابوعیاض کے تجویز کردہ لائحۂ عمل پر کافی غور وخوض کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ امت پر گزرتے ہوئے حالات کی سنگینی کے پیش نظر یہ حل وقت کے تقاضوں سے مطابقت رکھتا ہے۔اور اگرچہ یہ مسئلے کا کوئی شرعی حل نہیں، کہ جس کو اختیار کرنا امت کیلئے لازم ہو، مگر یہ مصلحت کا تقاضہ ہے کہ اس سے ہم مجاہدین کو دوبارہ سے متحد کریں؛ اور اس پھیلے ہوئے فتنے کا سد باب کریں، اس سے پہلے کہ پانی سر سے گزر جائے۔ اور آپ تو الزوابری میں گزرنے والا دور بھی دیکھ چکے ہیں، اور اب وہ تجربہ پھر سے دہرایا جارہا ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ تیونس کے نوجوانوں کی کثیر تعداد نے دولت اسلامیہ کی بیعت کرلی ہے، اور لیبیا میں بھی بہت سے نوجوان اس کی تائید و حمایت کرتے ہیں۔ اور ہمیں حال ہی میں معلوم ہوا ہے کہ 'الوسط' میں ایک کتیبے نے دولت اسلامیہ کی بیعت کرلی ہے۔ عزیزم! معاملات اب ایسی سمت کو چل نکلے ہیں، کہ اس فتنے کا قلع قمع کرنے اور حالات کا دھارا جہاد اور مجاہدین کے مفاد کی جانب موڑنے کی غرض سے ہنگامی بنیادوں پر اقدامات اٹھانے کے سوا اب کوئی چارا نہیں۔ اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ہم دولت اسلامیہ کے مددگاروں یا حمایتیوں میں سے نہیں، اور اس کے پھیلائے ہوئے غلو کے سبب، جو کہ اسکے افراد کی سرگرمیوں کی بدولت اب سب پر واضح ہو چکا ہے، ہمیں اس کے ساتھ ابھی بہت سے حساب چکانے ہیں۔ اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ جماعت اپنے منہج کے سمیت وسیع سے وسیع تر ہوتی جارہی ہے، اور اسکے مددگاروں میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ اور اس خوف کے پیش نظر کہ جتنے نوجوان ابھی ہمارے ساتھ ہیں، کہیں وہ بھی ہمارے ہاتھ سے نکل کر غلو کا شکار ہوتے ہوئے اس گروہ میں شامل نہ ہو جائیں، ہم پر لازم ہے کہ شیخ نے جو منصوبہ تجویز کیا ہے اسکی تطبیق کریں۔ اگرچہ یہ طریقہ کار بذات خود مثبت نہیں، لیکن بہر حال اس پر عمل درآمد ضروری ہے، تاکہ نوجوانان جہاد کی سمت کو درست کر کے انہیں انکی قیادت اور انکے شیوخ کی جانب واپس لوٹایا جائے، اور اس فتنے کا گلا گھونٹ دیا جائے، اور اس کے سربراہ عدنانی کی بساط الٹ دی جائے، اور لوگوں کا شیخ ایمن پر اعتماد بحال کیا جائے۔ ان مقاصد کے پیش نظر یہی وہ واحد راستہ ہے جس سے موجودہ حالات میں جہاد کی عمومی مصلحت کے حصول کو یقینی بنایا جاسکتا ہے؛ یعنی یہ کہ شیخ ایمن بغدادی کی بیعت کر کے القاعدہ کو دولت اسلامیہ میں ضم کردیں۔ یوں اختیارات انکے حقدار افراد کی جانب بتدریج منتقل ہو جائیں گے، اور غلو پر مبنی منہج کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے گا، اور ہمارے مجاہدین اور نوجوانوں (کے افکار) کی حفاظت کا بندوبست ہو گا اور انہیں انکے شیوخ اور قائدین کے رستے پر واپس لایا جائے گا؛ اور یہ سب چاہے کسی بھی نام کے تحت ہو جائے، حتیٰ کہ خلافت کے نام کے تحت بھی، جسکا عدنانی نے غیر موزوں وقت میں اعلان کر دیا تھا۔

ان خطوط کااوران میں موجود مکر وفریب کا خلاصہ:

1) انہوں نے ظواہری کو تنظیم کی تمام شاخوں سمیت خلافت میں نقب لگا کر گھسنے کی تجویز دی۔

2) وہ خلافت کے اندر سے اس میں موجود 'غلو' کے ساتھ جنگ کریں گے، یعنی اصول تکفیر کے بارے میں خلافت کے منہج سے جنگ کریں گے؛وہ منہج، کہ جو کتاب و سنت اور سلف صالحین کی سیَر سے ثابت ہے۔

3) وہ اصلاح کریں گے؛ یعنی ظواہری کی سیاستوں اور گمراہیوں کو پھیلائیں گے؛ مثلا رافضیوں، قبوریوں، اخوان المفلسین، صحوات کو مسلمان قرار دینا،انکی جانب امن وآشتی کے پیغامات بھیجنا،انکی تعریفوں کے پل باندھنا،اور انکی رضاجوئی کی کوششیں کرناوغیرہ۔

4) وہ فرقہ ٔظواہریت کی شخصیات، مثلاالوحیشی اور عبدالودود وغیرہ کو(خلافت کے)اندرداخل کرکے نمایاں کریں گےاور نوجوانان جہاد سے ان کی تعظیم وتوقیر کروائیں گے۔

5) انہون نے لیبیا،مالی، تیونس،یمن،صومالیہ، اوراردن میں موجوداپنے فرقے کے رؤساء کواس منصوبے کے بارے میں مطلع کیا۔

6) یہ منصوبہ اگرچہ انکے ہاں پائی جانے والی 'شریعت' کے مخالف ہے، لیکن اسکے باوجود وہ اسی میں 'مصلحت' سمجھتے ہیں۔

7) وہ اس منصوبے کی داخلی اور عالمی سطح پر تطبیق کرکے تنظیم، 'امت اور علماء'، یعنی فرقہ سروریہ والی امت، اسکے علماء، اور اسکی تنظیم کی شان وشوکت کو تقویت دیں گے۔

اور وہ چال چلتے ہیں،اراللہ بھی تدبیر فرماتاہے،اوراللہ تدبیر کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔وہ موحد مجاہدین کواپنے جال میں نہیں پھنسا سکے، مگر بعض 'جہاد کے یہودیوں' نے لوگوں کے خلافت میں جوق در جوق داخل ہونے کاناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے یہودیوں کی چال کو جزوی طور پر دوبارہ سے دہرانے کی کوشش کی۔ پس انہوں نے اپنے بعض محبوب رفقاء کو دولت اسلامیہ کی صفوں میں فاخل کیا، تاکہ انہیں بعد ازاں وہاں سے نکلوا کر یہ کہیں، کہ: ''لوگو! ہم نے انکامشاہدہ کیاہے اورانہیں گمراہی پراور فساد کرتے ہوئے پایاہے!'' اور یہی سب کچھ یمن کی القاعدہ اپنے نئے ادارۂ نشرواشاعت کے ذریعے کرناچاہتی ہے؛ بالکل اسی طرح، جیسے اس خائن ومرتد جولانی نے ان سے پہلے شام میں ادارہ 'البصیرہ' کے ذریعے کیا تھا۔

'اعتزال' کا واقعہ بھی ان سازشوں کے سلسلے ہی کی ایک کڑی ہے۔اس گروہ کا سرغنہ ابو خبیر الصومالی نامی جاہل اور فتنہ زدہ شخص تھا۔ ظواہری کے یمن میں موجود پرچاری (الو حیشی) نے صومالیہ میں موجود ظواہری کے پرچاری کے ہاں اسکی سفارش کی تو وہ یمن چلاآیا۔ پھر خلافت کی صفوں میں داخل ہو گیا اور اسی طرح فتنے پھیلانے شروع کر دیے، جس طرح اس سے پہلے جہاد کے میدانوں میں اس جیسے فتنہ گر پھیلاتے رہے ہیں۔ پس جہاد کی امارت کے دوران کیا گیا ہر ایسا اجتہاد، جو اسکی رائے اور خواہش نفس کے خلاف ہوتا، اسے وہ 'منہاج النبوہ' کے مخالف قرار دے دیتا؛ اور جو اسکی رائے اور خواہش نفس کے موافق ہوتا، اسے وہ 'منہاج النبوہ' سے مطابق قرار دیتا۔اس رویے میں وہ شام میں موجود اپنے پیشوا ابو شعیب الانصاری کے مشابہ ہے (ابو شعیب: کارٹون مصور، جو کہ بعد میں 'شرعی' بن گیا؛ جس نے حماۃ کے غزوہ میں نصیری عورتوں کے قتل کیے جانے اور انکے صبیہ نہ بنائے جانے کے فیصلے کو اللہ کے نازل کردہ احکامات سے غیر موافق قرار دیا تھا)۔

پھر جب امراء نے اسکی روز روز کی فتنہ گری اور پھوٹ ڈالنے کی کوششوں کے سبب اسے سزا دی اور اسکے تزکیے پر نظر ثانی کا حکم دیا، تو وہ فی الفور تنظیم کے شیاطین کی جانب سے اسکی طرف وحی کیے گئے منصوبے کو عمل میں لے آیا؛ وہ شیاطین، کہ جو اسکی رگوں میں خون کی مانند دوڑتے ہیں، چاہے اسے اس کا ادراک ہو یا نہ ہو۔اور یہ اس نے اپنے جیسے ان اشخاص کے ساتھ بات چیت کے بعد کیا، کہ جن کے دلوں کو طالبان کے طاغوت کی بیعت یافتہ تنظیم نے ابھی تک دھوکے میں مبتلا کر رکھا ہے۔ پس اسے ان لوگوں نے جواب دیا، کہ جن کے دلوں میں ارجاء، جاہ و منصب، اور ذاتی رائے کی فوقیت کے بتوں کی محبت سرایت کر گئی ہے؛ اور پھر انہوں نے اپنی دعوت کا محور ان چار باتوں کو قرار دیا:

1) امراء نے 'حکم الٰہی' کو ماننے سے انکار کیا ہے

امراء نے ان آراء کو ماننے سے انکار کیا ہے، جو مرتدین کے بارے حکم کے سلسلے میں مرجئہ اور جہمیہ کی من پسند آراء سے مطابقت رکھتی ہیں۔ لگتا ہے کہ یہ شبہہ انہیں ظواہری کے شام میں موجود داعیوں، یعنی جولانی، شامی اور محیسنی کی طرف سے القاء ہوا ہے۔

2) امراء مجاہدین کی (کثیر) شہادتوں کے ذمہ دار ہیں

ان فتنہ گروں نے منافقین کے اس قول کو بعینہ دہرایا ہے، کہ: [لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا] (آل عمران: 168) ''اگر وہ ہماری پیروی کرتے تو قتل نہ ہوتے'' اور [لَوْ كَانُوا عِنْدَنَا مَا مَاتُوا وَمَا قُتِلُوا] (آل عمران:156) ''اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے اور نہ قتل ہوتے''۔اور لگتا ہے کہ اس شبہے میں انہیں ظواہری کے درعا میں موجود داعیوں نے مبتلا کیا ہے؛ یعنی ہراری اور کویتی وغیرہ نے، کہ جو یہ گمان کیے بیٹھے تھے کہ مجاہدین کو عین اسلام میں یقینی موت کی طرف دھکیلا گیا تھا؛ تو کیا مجاہدین کو وہاں سے پسپائی اختیار کرتے ہوئے پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا چاہیے تھا؟!

3) امراء ظلم کرتے ہیں

یعنی نافرمانی اور فتنہ گری کرنے والوں کو سزا دیتے ہیں۔ یہ لوگ ایسی خلافت چاہتے ہیں، کہ جس میں کسی کی سمع وطاعت نہ کرنی پڑے، اور ہر سپاہی اپنے نفس کو بھانے والے اور خواہشات سے مطابقت رکھنے والے اجتہادات کر سکے۔

4) امراء لوگوں کو اپنی رائے کا پابند بناتے ہیں، یعنی عام اجتہادی مسائل میں

حالانکہ ایسا ان مسائل میں کیا جاتا ہے، جن میں اصلا اختلاف کی گنجائش ہی نہیں ہوتی۔

پھر ان باتوں کو بنیاد بنا کر وہ یہ گمان کرنے لگے کہ والی چونکہ نبوی منہج پر کاربند نہیں، اسلئے اسکی اطاعت جائز نہیں؛ چاہے وہ صرف ایک متعین فرض، قتال فی سبیل اللہ ہی میں ہو!

پھر انہوں نے (ظواہری کی القاعدہ کے 'مرشد') حاکم المطیری کے طریقے پر بیان جاری کیا، اور اس میں عبادہ بن صامت (رضی اللہ عنہ) سے مروی حدیث نقل کی، اور اس سے وہ استدلال کرنے کی کوشش کی، جو کہ اس حدیث سے ثابت ہی نہیں ہوتا، اور انہوں نے اسے شبہہ پھیلانے کیلئے استعمال کیا، تاکہ حکم عدولی، طغیانی، اور علحدگی اختیار کرنے میں خود کو بے گناہ ثابت کر سکیں۔ وہ اس باب میں دیگر صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اور سلف صالحین کے اقوال سے صرف نظر کر گئے، جو کہ انتہائی واضح اور مشہور ہیں، اور جنہیں عام طالب علم بھی باآسانی سلف کی عقیدے پر لکھی گئی کتب، مثلاً ابن ابی عاصم، عبد اللہ بن احمد بن حنبل، الخلال، اللالکائی، البربہاری، ابن بطہ وغیرہ کی کتب میں پا سکتا ہے۔۔۔ وہ بھی بالکل اہل بدعت کی مانند ان سب (عقائد) سے صرف نظر کر جاتے ہیں۔ جو انکے حق میں ہو، اسے تو روایت کرتے ہیں، چاہے وہ متشابہ ہی ہو؛ اور جو انکے خلاف ہو، اسے چھوڑ دیتے ہیں، چاہے وہ محکم ہی ہو۔

پھر ان نافرمانوں سے کوئی پوچھے، کہ اگر انکے استدلال کو صحیح بھی تصور کر لیا جائے، تو عبادہ (رضی اللہ عنہ) نے کیا یہ بات اس دور میں کہی تھی، کہ جب خلافت خونریز جنگوں میں مصروف تھی اور اسکے زیادہ تر محاذوں پر دفاعی جہاد چل رہا تھا؛ یا کہ اس دور میں، کہ جب فتنۂ ارتداد موجود نہیں تھا اور مشرکین خلافت سے نہیں بلکہ مسلمان فارس و روم سے مصروف جنگ تھے؟ اور کیا عبادہ (رضی اللہ عنہ) نے یہ کہا تھا، کہ "اے امیر! امام (خلیفہ) نے جس کو ہم پر والی بنایا ہے، اسکے ہوتے ہوئے آپ کی جانب سے فرض متعین کی ادائیگی کے حکم کی بھی میں اطاعت نہیں کروں گا"؟ اور کیا انہوں نے مسلمانوں کو معاویہ (رضی اللہ عنہ) سے علحدگی اختیار کرنے کی، اور جس والی کو معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے مقرر کیا تھا، اسکے ہوتے ہوئے واجبات دین کی ادائیگی سے متعلقہ خلیفہ کے جاری کردہ احکامات میں عدم اطاعت کی دعوت دی تھی؟ اور کیا عبادہ (رضی اللہ

عنہ) اپنے امیر کی عدم اطاعت کرتے ہوئے ارض شام سے نکل گئے تھے؟ کیا یہ درست ہے کہ صحابہ کے عمل سے اس طرح حکم عدولی کا جواز گھڑ لیا جائے؟

اور کیا خلیفہ (حفظہ اللہ) نے گناہوں میں بھی والی کی اطاعت کا حکم دیا ہے، کہ یہ حدیث نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) "پس جو ان میں داخل ہوا اور انکے جھوٹ کی تصدیق کی اور ظلم میں انکی معاونت کی، تو اسکا مجھ سے کوئی تعلق نہیں اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں" کو دلیل مخالف کے طور پر لا رہے ہیں؟

اور کیا بیعت محض حروف والفاظ پر مشتمل ایک سطحی سی عبارت ہے، کہ جس کے کوئی واجبات ومطالبات اور احکام نہیں؟ وہ خلیفہ کی بیعت کا دعویٰ کرتے ہیں اور ساتھ میں خلیفہ کی بجائے اپنی بیعت کی بھی دعوت دیتے ہیں! ہاں بالکل! انہوں نے زبان حال سے اپنی بیعت کی دعوت دی ہے، چاہے انہیں اس بات کا شعور تھا یا نہیں۔ اور چونکہ والیوں، قاضیوں، امراء، اور ائمہ کی تقرری کرنا اور لوگوں کو عام اجتہادی مسائل میں کسی اور کی نہیں بلکہ اپنی رائے کا پابند کرنا امام (خلیفہ) کا حق ہے، رعایہ کا نہیں؛ بلکہ اس سے بھی بدتر کام جو اس گروہ نے کیا، وہ یہ کہ لوگوں کو علیٰ الاعلان خلیفہ کے مقرر کردہ شخص کی نافرمانی کی دعوت دی، کہ رعایہ اسکی ذمہ داریوں کو نبھانے میں اسکی مدد نہ کرے اور نتیجتاً اس جسد (خلافت) کا ایک ہاتھ کٹ جائے؛ پھر امام کا حکم نافذ نہ ہو سکے اور اسکا سلطہ بھی وسیع نہ ہو، بلکہ اصلاً جماعت کے ساتھ التزام اور اتحاد باہمی کے احکام ربانی پر ہی عمل نہ ہو سکے۔ انہیں عمر الفاروق (رضی اللہ عنہ) کا یہ قول نظر نہیں آتا، کہ "جماعت کے بغیر کوئی اسلام نہیں، اور امارت کے بغیر کوئی جماعت نہیں، اور اطاعت کے بغیر کوئی امارت نہیں" (سنن الدارمی)۔

اب کیا اس گروہ کی دعوت عبادہ (رضی اللہ عنہ) کے قول کے تحت ہے؟ یا یہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اس فرمان کا مصداق بننے کے زیادہ قریب ہے، کہ: "عنقریب فساد اور شر پھیلے گا؛ پس جو اس امت میں تفرقہ ڈالنے کا قصد کرے جبکہ وہ اکٹھی ہو، تو اسکی گردن مار دو، چاہے وہ کوئی بھی ہو" اور "جو تمہارے پاس آئے جبکہ تم ایک شخص (کی قیادت) تلے متحد ہو، اور وہ تم میں تفرقہ ڈالنا چاہے یا تمہاری جماعت کا شیرازہ بکھیرنا چاہے، تو اسے قتل کر دو" اور "اگر دو اشخاص کی خلافت پر بیعت ہو جائے تو ان میں سے بعد والے کو قتل کر دو"؟!

اور اگر کوئی یہ کہے کہ وہ امام (خلیفہ) کے خلاف (مسلح بغاوت کیلئے) نہیں نکلے، تو اسکا جواب یہ ہے کہ انہوں نے امام کے ان بنیادی حقوق کو چھیننے کی کوشش کی ہے، کہ جن کے بغیر زمین میں خلافت صحیح معنوں میں قائم ہی نہیں ہوتی۔ انہوں نے انتہائی بے شرمی کے ساتھ لوگوں کو اپنی گمراہی کی طرف علیٰ الاعلان دعوت دی ہے؛ اور یہ سب انہوں نے (خلیفہ کی) بیعت کرنے، اور اطاعت کا عہد کرنے کے بعد کیا ہے۔ اور اگر جناب خلیفہ انکے اس فعل کی تائید کر دیتے (اور جناب خلیفہ اس سے بلند تر ہیں کہ وہ ایسے فعل کی تائید کریں) تو یہ خلافت کی ولایات میں ہر

فتنہ گرفتنہ زدہ شخص کیلئے اسوہ بن جاتا کہ وہ بھی والی کے خلاف بغاوت کیلئے نکل آئیں اور لوگوں کو اسکی عدم اطاعت کی دعوت دیں، اور پھر اپنے تئیں یہ جھوٹا گمان کریں کہ وہ علحدگی اختیار کر رہے ہیں، فتنہ فساد برپا نہیں کر رہے۔ سوا گر امام (خلیفہ) ان جیسوں کے عدم اطاعت کے فعل کی تائید کر دے، تو کیا خلافت قسطنطینیہ اور روم تک پہنچ سکتی ہے؟ بلکہ اگر یہ لوگ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں، تو کیا خلافت اپنے مورچوں اور اراضی کی بھی حفاظت کر سکتی ہے؟!

میری دعا ہے کہ رب تعالیٰ ہر ایسے شخص کو ہدایت دے، جس کے دل میں ذرا برابر بھی خیر موجود ہے۔ اور جہاد کے یہودی، جنہیں ابھی تک اپنی رائے ہی محبوب ہے، جو جاہ و منصب کو حاصل کرنے کی دوڑ میں لگے ہوئے ہیں اور انہیں اپنے اختر اور ظواہری کی گمراہی میں اب بھی شک ہے، تو ان کیلئے میری یہی دعا ہے کہ اللہ انہیں اپنی رحمت سے دور کر دے۔

از قلم

ابو میسرہ الشامی (غفرہ اللہ)